

فلم انڈسٹری

ہمسایہ ملک میں اسرائیلی وزیر اعظم کا سرکاری دورہ تھا۔ کچھ ایسے جنگی ہتھیار، فضائی لڑاکا طیارے اور ڈرون ٹیکنالوجی پر معاہدے ہونے تھے جن پر امریکی حکومت نے بچنے پر پابندی لگا رکھی تھی۔ یعنی اسرائیل چاہتا بھی تو ہندوستان کو فروخت نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اس معاہدے میں ایک الی شق تھی جس میں نیتن یاہو، اپنے خصوصی اختیارات استعمال کر کے ذاتی ذمہ داری پر یہ سب کچھ کسی بھی ملک کو دے سکتا تھا۔ اسرائیلی وزیر اعظم اور ہندوستانی وزیر اعظم کے درمیان مذاکرات میں کوئی بھی کامیابی نہ ہو پائی۔ اسرائیلی وزیر اعظم خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے کترارہا تھا۔ 2018ء کا وقت تھا۔ جب تمام معاملہ تقریباً ناکام ہو گیا۔ تو ہندوستانی وزارت خارجہ کے ایک زیرک شخص نے تجویز پیش کی کہ اسرائیلی وزیر اعظم سے پوچھا جائے کہ پورے ہندوستان میں کس شخصیت سے ملاجا ہتا ہے۔ پوری وزارت خارجہ نے اس تجویز سے اختلاف کیا۔ کہ سرکاری طور پر نیتن یاہو، کیوں کسی ہندوستانی شخصیت سے ملنے کا خواہاں ہوگا۔ مگر کافی بحث کے بعد اس کو منظور کر لیا گیا۔ اسرائیلی وزیر اعظم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ہمارے ملک میں کسی سے اپنی مرضی سے ملاجا ہتے ہیں۔ جواب حد درجہ دلچسپ تھا۔ ایتنا بچن کے ساتھ سیلفی بنوانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر سب حیران رہ گئے۔ کہاں بمبی کے فلم ٹارا اور کہاں دنیا کے طاقت و رتین ملک کا وزیر اعظم جو ہندی زبان کی الف بے تک نہیں جانتا۔ بہر حال سرکاری سطح پر ایتنا بچن، ایشور یارائے، ابھشیک، کرن جوہر کو بلا یا گیا۔ نیتن یاہو اور اس کی اہلیہ نے بمبی کے فلمی ستاروں کے ساتھ سیلفی بنوائی۔ جو پوری دنیا میں واڑل ہو گئی۔ فلمی ستاروں کے ساتھ ایک شام بھی رکھی گئی۔ کیا آپ جاننا چاہیں گے کہ اس کے بعد کیا ہوا۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے اپنے خصوصی اختیارات استعمال کر کے ہندوستانی حکومت کے ساتھ جنگی ساز و سامان کے بھی نہ ہونے والے معاہدوں کو بھی منظور کر ڈالا۔ وہ کام جو پوری وزارت خارجہ نریندر مودی اور ہندوستان کی پوری حکومت نہ کر پائی۔ وہ بالی وڈ کے ستاروں کی ایک تفریحی تقریب نے کرو ڈالا۔ نیتن یاہو نے پر لیں کہ اس کی زندگی کی حسرت تھی کہ وہ ایتاب کے ساتھ سیلفی بنوائے۔ یہ فلمی دنیا کا ایک نایاب واقعہ ہے۔ جس سے اس کے بیرونی اثر کو جانچا جا سکتا ہے۔

کسی بھی عمر کے مردیا خاتون سے بات کیجئے۔ ان کا تعلق کسی بھی سماجی، سیاسی یا سرکاری سطح کا ہو۔ اسے کہیں نہ کہیں، تفریح کی ضرورت رہتی ہے۔ تفریح کے حائز ذرائع میں سینما اور فلمیں سب سے موثر اور طاقت و رذرا لمعہ ہے۔

تمام ترقی یافتہ ممالک اس قوت کو اپنے حق میں استعمال کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ اس میں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کی بھی کوئی تفریق نہیں۔ کسی ماہر نفیسیات سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ہر انسان کے لئے کسی بھی قسم کی انٹریٹینمنٹ اتنی ہی ضروری ہے، جتنا انسان لینا یا کھانا کھانے کی حاجت۔ اس سے کوئی انسان مفر حاصل نہیں کر سکتا۔

مگر پاکستان ان چند بد قسمت ممالک میں سے ایک ہے جس میں سینما اور فلموں سمیت تمام جائز تفریح کے ذریعوں پر ہر طرح کی پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ کہیں سرکاری اور کہیں غیر سرکاری۔ ہمارے ہاں خوش ہونے کو گناہ سا بنا دیا گیا ہے۔ ذہنی خوف کا اندازہ لگائیں کہ معاشرے میں اگر کوئی کھل کر قہقہے لگا رہا ہے تو اسے بھی ٹوکا جاتا ہے کہ بند کرو یہ ٹھٹھا، کہیں اس کے بعد کوئی مصیبت نہ نازل ہو جائے۔ یہ سماجی رو یہ ہر ایک کے علم میں ہے۔ مگر کوئی بھی اس کو ابتر قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ عرض کرنا چاہونگا کہ ہم نے تفریح کے اکثر ذرائع کو ”فاشی“ کے زمرے میں ڈال دیا ہے۔ اس کی مثال دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ بغیر مثال دیئے میری بات کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ آج سے چار پانچ برس پہلے ہمارے ٹوپی پر ایک کمپنی کا اشتہار آتا تھا۔ جس میں ایک کم عمر لڑکی ذرا تیز چل رہی تھی یا شائد ہلکی سے دوڑ رہی تھی۔ اس نے پورے کپڑے بھی پہن رکھے تھے۔ یاد نہیں کہ دوپٹہ پہنا ہوا تھا کہ نہیں۔ مگر ہمارے چند دائیں بازو کے دانشوروں اور علماء نے بیانات دیے کہ یہ اشتہار فاشی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کی جو توجیہہ دی گئی۔ میں اس کا ذکر کرنا بھی غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ بلکہ اس توجیہہ کو سمجھنے کی اس طاعت ہی سے محروم ہوں۔ اتنی چیخ و پکار مچائی گئی کہ ٹوپی پر وہ اشتہار بند کرنا پڑا۔ کسی بھی صاحب فکر آدمی نے یہ نہیں کہا کہ جناب، اعلیٰ حضرت، قبلہ اعتراض سے پہلے ذرا فاشی کی تعریف ہی بیان فرمادیں۔ چلیے شائد اس سے مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ مگر آج تک یہ نہیں ہو پایا۔ اعتراض کرنے والے آج بھی ہر طرح سے سماج کو سدھارنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ دیکھنا تو یہ چاہیے کہ ان محیر العقول پابندیوں نے پاکستان کو بنا کیا ڈالا ہے۔ اقوام متحده کی رپورٹ کے مطابق ہمارے ملک میں اسی لاکھ افراد ہیں جو باقاعدہ منشیات کے مکمل عادی ہیں۔ ان میں اٹھتر فیصد مرد اور بائیس فیصد خواتین ہیں۔ یہ رپورٹ کے اعداد میری نظر میں مکمل علت کی نشاندہی نہیں کرتے۔ پاکستان میں تحقیق کے مطابق منشیات کے عادی افراد کی تعداد ایک کروڑ سے کہیں زیادہ ہے۔ ہیر وئن، شراب، آس، کوکین اور دیگر منشیات ہر جگہ آزادی سے استعمال ہو رہی ہیں اور فروخت ہو رہی ہیں۔ ہر پنج ستارہ ہوٹل کے اندر اور باہر، شراب کی خرید و فروخت کا میا بی سے جاری ہے۔ زیر زمین انڈسٹری کا بھر لور وجود سے جو منشیات کو بڑے آرام سے استعمال کرو رہی ہے۔ اس میں جعلی بن اور دونہری بھی حد سے زیادہ

موجود ہے۔ انسانی صحت الگ برباد ہو رہی ہے۔ ان تمام کی بنیاد پر جائیں تو ایک مسئلہ آپ کو ضرور نظر آئے گا۔ تفریح کے جائز ذرائع کا نہ ہونا۔ جس طرح کی بحث فرمانا چاہیں۔ شوق سے بکھجے۔ مگر آپ انسانی فطرت کو وعظ اور نصیحت سے تبدیل نہیں کر سکتے۔ اور ہوا کیا ہے۔ پورے سماج کو منافقت کے عذاب میں دھکیل دیا گیا ہے۔ سب کو علم ہے۔ مگر سب پر خوف طاری ہے کہ کہیں سماج کو راہ راست پر رکھنے والے ناراض نہ ہو جائیں۔ سوال یہ بھی ہے کہ یہ سماجی ٹھیکیدار صرف پاکستان میں کیوں کامیاب ہیں۔ دوسری، الجیریا، ہندوستان، قطر اور دیگر ممالک میں ان کا اثر کیوں نہیں ہے۔ دراصل ان خود پرست لوگوں نے ہمارے پورے نظام پر قبضہ کر لیا ہے۔ گناہ اور ثواب قرار دینے کا حق اللہ تعالیٰ سے لے کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کو برباد کر چکے ہیں۔

بہر حال بات فلم انڈسٹری کی ہو رہی تھی۔ ہالی ووڈ کو سامنے رکھیے۔ فلم سازی کا شعبہ امریکی جی ڈی پی کو پانچ سو بلین ڈالر کا خطیر حصہ دیتا ہے۔ کوہ ڈ سے پہلے یعنی 2020ء میں، اس انڈسٹری کی اقتصادی حیثیت اکانوے بلین ڈالر تھی۔ صرف فلم انڈسٹری سے حاصل ہونے والا روپیہ پچیس بلین ڈالر کے برابر تھا۔ کیا یہ اعداد و شمار صحیح کرنہیں تا رہے کہ جناب امریکی فلم انڈسٹری، اپنی معيشت کو بھر پور سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کون سا ایسا ملک ہے جہاں ہالی ووڈ کی بنی ہوئی فلمیں نہیں دیکھی جاتیں۔ ہندوستان کی فلم انڈسٹری تو ہمارے سامنے ترقی کرتی نظر آئی ہے۔ بمبئی میں تقریباً ایک ہزار فلمیں سالانہ بنتی ہیں۔ جن پر دوسو بلین ہندوستانی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ بمبئی دنیا میں فلمیں بنانے کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ ہالی ووڈ کی طرح، دنیا کا کوئی ایسا حصہ نہیں جہاں ہندوستانی فلمیں نہیں دیکھی جاتیں۔ ہمارا ملک چھوڑ دیجئے۔ سعودی عرب اور ایران میں بھی یہ فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ افریقہ، شمالی امریکہ، کینیڈا، یعنی پورے کردہ ارض پر ہندوستانی فلموں کی چھاپ موجود ہے۔ اب چین بھی اس میدان میں امریکہ اور انڈیا کا مقابلہ کر رہا ہے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے۔ کیا ایک موثر فلم انڈسٹری سے ہندوستان اور امریکہ کو فائدہ ہوا ہے یا نقصان۔ خود یعنی فرمائیجئے۔ جواب مل جائے گا۔ اب میں پاکستان کی فلم انڈسٹری کا ذکر کروں گا۔ 2022ء میں اس کی پوری اقتصادی حیثیت صرف ایک ارب روپیہ ہے۔ یعنی ہندوستانی صرف پچاس کروڑ۔ اسے امریکی ڈالروں میں تبدیل کرنے کی ہمت کم از کم میرے اندر نہیں ہے۔ کیونکہ اعداد و شمار سے صرف شرمندگی ہوگی۔ ہمارے ہاں ٹینٹ کی ہر گز ہر گز کمی نہیں۔ مگر سینما گھروں کو تقریباً ختم کیا جا چکا ہے۔ ہاں بڑے شہروں میں چند جدید سینما گھر ضرور بنے ہیں جو بہر حال ایک ثابت رجحان ہے۔ ہماری حکومتیں اس شعے کا ذکر کرتے ہوئے جھچک محسوس کرتی ہیں۔ سرکاری سر مرستی تو دور کی یات، اس پرے شعے کو ہی

متنازعہ بنانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ فلم انڈسٹری ہمارے ملک میں مکمل بے سہارا ہے۔ ہم اس شعبے کو اپنی اقتصادی ترقی کے لئے کامیابی سے استعمال کر سکتے تھے۔ امریکہ اور ہندوستان کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ فلمی ستارے، ان ممالک کے سب سے موثر سفیر ہیں۔ مگر ہم لوگ تو دنیا کو ٹھیک کرنے کے جنون میں مبتلا ہیں۔ کسی کو اندازہ نہیں کہ ہم دنیا کے ناپسندیدہ ترین ممالک کی فہرست میں آچکے ہیں۔ مگر جنہوں نے فکر کرنی ہے ان کی آل اولاد اور مال و دولت تو مغرب میں ہے۔ جہاں ہمارے ملکی سماجی ٹھیکیدار چوں کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے!